ISSN 3139-3284 (ONLINE)

VOL. 1

SHIBLI NATIONAL ACADEMIC JOURNAL

A PEER-REVIEWED · MULTIDISCIPLINARY · MULTILINGUAL JOURNAL

Knowledge Beyond Boundaries...

SHIBLI NATIONAL ACADEMIC JOURNAL

S N A J

Open Access · Online · Biannual · Double-Blind Peer Reviewed
Crossref Indexed DOI · Multidisciplinary · Multilingual

VOLUME 1 · ISSUE 1

JANUARY – JUNE 2026

CHIEF EDITOR

Dr. Mohammad Zahid

www.snaj.org.in

ISSUE 1

 ISSN 3139-3284 (Online)

SHIBLI NATIONAL ACADEMIC JOURNAL
Volume 1 · Issue 1 · January – June 2026

FOREWORD

It is with immense pride and a deep sense of purpose that I present the inaugural issue of the Shibli National Academic Journal (SNAJ) to the global community of scholars, researchers, and students. Named in reverence to the towering legacy of Allama Shibli Nomani — a scholar whose intellectual contributions transcended boundaries of language, discipline, and geography — this journal aspires to carry forward that same spirit of rigorous, cross-cultural inquiry.

SNAJ was conceived from a simple but pressing conviction: that meaningful scholarship should not be confined by the language in which it is written, nor by the discipline from which it emerges. India's intellectual tradition has long thrived at the confluence of languages — English, Hindi, and Urdu among them — and it is this confluence that our journal seeks to honour. By welcoming original research across the humanities, social sciences, education, and emerging interdisciplinary , multilingual fields, we hope to build a genuinely inclusive platform for academic dialogue.

As Chief Editor, I have had the privilege of witnessing the dedication of our editorial board, reviewers, and contributors, whose collective commitment has shaped this first issue. Every article herein has passed through a rigorous double-blind peer review/ indexed process, and each is assigned a Crossref indexing, registered DOI, reflecting our unwavering commitment to academic integrity, originality, and permanence in the global research ecosystem.

I extend my heartfelt gratitude to our esteemed reviewers, editorial board members, and the scholars who entrusted us with their research. It is through their collective effort that this journal has moved from vision to reality. I also invite researchers, academicians, and students from across disciplines and linguistic traditions to consider SNAJ as a home for their scholarship in the issues to come.

It is my sincere hope that this journal will serve not merely as a repository of research, but as a living, evolving conversation — one that bridges languages, disciplines, and generations of scholars in pursuit of knowledge.

With warm regards,

Dr. Mohammad Zahid
Chief Editor
Shibli National Academic Journal (SNAJ)

Shibli National Academic Journal
Vol. No.1, Issue No.1, Jan- Jun 2026
ISSN- 3139 - 3284

Received Date: 21/01/2026, **Revised Date:** 18/02/2026, **Accepted Date:** 5/03/2026, **Published Date:** 30/06/2026

لوک ادب اور ہماری کہا وتیں

ڈاکٹر عبداللہ امتیاز احمد

تلخیص

لوک ادب انسانی تہذیب کی طرح قدیم ہے اور اس میں لوک گیت، لوک کہانی، لوک ڈرامہ، لوک موسیقی، لوک رقص، محاورے، پہیلیاں اور کہاوتیں جیسی اصناف شامل ہیں۔ زیر نظر مقالے میں لوک ادب کی ایک اہم شاخ ’’کہاوت‘‘ کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، جس میں اس کی تعریف، تاریخ اور لسانی، سماجی و ادبی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے مختلف مشرقی و مغربی اہل علم کی آرا اور لی فیلن کی معروف لغت A Dictionary of Hindustani Proverbs کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ کہاوتیں کسی بھی معاشرے کے اجتماعی تجربات، اخلاقی اقدار اور تہذیبی ورثے کی امین ہوتی ہیں۔

کلیدی الفاظ: لوک ادب، کہاوت، محاورہ، عوامی تہذیب، لسانیات، فوک لور

لوک ادب کی روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسانی تہذیب اور اس کی جڑیں جنگلی درختوں کی طرح ہمارے سماج میندور تک پھیلی ہو ئی ہیں ۔تمام فنون لطیفہ اسی لوک ادب کی مختلف شاخیں ہیں ۔اردو ادب کی مختلف اصناف کے ابتدائی نمونے لوک ادب میں تلاش کیے جا سکتے ہیں ۔ لوک ادب ہمارے سماج اور قدیم مشترکہ تہذیب کا آئینہ خانہ ہے ۔جس میں ماضی کی آوازیں واضح طور پر سنی جا سکتی ہیں ۔اس میں اس عہد کی جھلک صاف طور پر دیکھی اور محسوس کی جا سکتی ہے ،جب سوسائٹی طبقونمیں تقسیم نہیں ہو ئی تھی ،اجتماعی خوشیاں اور اجتماعی غم تھے،لوگ ایک دوسرے کی خوشی و غم مینبلاتفریق قوم و ملت شامل تھے ۔یہی وجہ ہے کہ لوک ادب انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کا عکاس ہے ۔

ایک زمانہ وہ بھی تھا جب اسے غیر مہذب اور گنوار لوگوں کا بے وقعت کا رنامہ سمجھ کر اس کی طرف توجہ نہیں دی جا تی تھی مگر رفتہ رفتہ جب لوگوں کی دلچسپی انسانوں مینبڑھنے لگی اور اپنے اسلاف کے کا رناموں کو جاننے اور نسلی بر تری کا جذبہ پیدا ہونے لگا تو لوگوں کو لا محا لہ اپنی توجہ لوک ادب کی طرف مرکوز کرنی پڑی ۔لوک ادب میں وہ تما م چیزیں شامل ہیں جو ہمارے معاشرے اور تہذیب کا اہم حصہ ہیں ۔اس میں ہمارے رسم ورواج،عادات و اطواراورعقاید وتوہمات سب کچھ شامل ہیں ۔جس کا عکس ہماری روز مرہ کی زندگی میں واضح طور سے دیکھا جا سکتا ہے ۔دوسری جانب جب ہم ادبی نقطئہ نظر سے لوک ادب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمارے ادب کی مختلف اصناف کی جڑیںلوک ادب میں پیوست نظر آتی ہیں ۔جن میں لوک گیت ،لوک کہانی ،لوک ڈرامہ ،لوک موسیقی،لوک رقص ،لوک کہاوتیں ، محاورے ،پہیلیاں ، مکرانیاںاور قوالی وغیرہ شامل ہیں ۔ان تمام اصناف کے ابتدائی نقوش لوک ادب میں تلاش کیے جا سکتے ہیں ۔جن کا نمونہ اکثر وبیشتر ہمارے گھروں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔خاص کر عورتیں اس کی سب سے بڑی محافظ اور امین ہیں ۔

لوک ادب کا تعلقCultural Anthropology سے ہے ۔ مگر اس کا تعلق علم سماجیات،علم نفسیات ،علم لسانیات اور ادب سے روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوک ادب ابتدائی زمانے سے لے کر آج تک سماج کو سمجھنے میں معاون رہا ہے اور ہندوستان جیسے ملک میں اس کی ضرورت مزید بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہاں انسانی تہذیب کی تاریخ بہت قدیم ہے اور مختلف علاقوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ N.K.Chadvikکا خیال ہے کہ ادب

صدرشعبئہ اردو ،ممبئی یونیورسٹی کالینہ،سانتاکروز،ممبئی - 400098

کے مختلف اصناف کی ابتدااور ارتقاکا اصل ماخذ لوک ادب ہی ہے جس سے ادب کی مختلف اصناف کا جنم ہوا۔ انہوں نے اپنی مشہور زمانہ کتابThe Growth of Litrature میں اپنی اس دلیل کو مختلف مثالوں کے ذریعے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ لوک ادب کی مختلف شاخیں کس طرح ترق‍ی کرتی ہوئی ادب کی مختلف اصناف کی شکل میں نمودار ہوئیں۔کیونکہ ادب ،لوک ادب کی ترقی یافتہ شکل ہے اور ادب کبھی کبھی ترقی کرتے ہوئے لوک ادب کا ہی حصہ بن جاتا ہے اس طرح ادب اور لوک ادب کے رشتے کو سمجھا جا سکتا ہے ۔دونوں اپنی نشو نما کے لیے ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ہینن کوہن ادب اور لوک ادب کے رشتے پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کسی بھی ملک کے ادب اور لوک ادب کے درمیان رشتہ قائم کرنا مشکل کام ہے۔کیونکہ ادب اور لوک ادب ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتے بھی ہیں اور دور بھی کرتے ہیں۔ اگر لوک ادب ،ادب کی پرورش کرتا ہے تو ادب بھی لوک ادب کی پرورش کرتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔''۱؎

کہاوت بھی اردو ادب کا ایک اہم جز ہے ،جو کہ لوک ادب کی ایک اہم شاخ ہے ۔کہاوتوں کی اہمیت کو دنیا کے تمام ادب نے تسلیم کیا ہے ۔اس کا سکہ زمانہ قدیم سے لے کر آج تک رائج ہے۔ کہاوتوں کی تاریخ اور تعریف پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کہاوت ہندی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے ''جو کہا گیا ہو''۔اگر ہم اس کا سندھی وچھید کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے، کہنا + آو ت =کہاوت (یعنی وہ بات جو بزرگوں سے چلی آ رہی ہو)لیکن بزرگوں کی ہر بات اور قول کو ہم کہاوت نہیں کہہ سکتے ۔بلکہ صدیوں سے جو بات روایت کی شکل میں عوام میں رائج رہی ہو اور لوگ اسے کثرت سے استعمال کرتے رہے ہوں اسے کہاوت کہا جاتا ہے۔ محققین، کہاوت کے لیے تین چیزوں کو ضروری مانتے ہیں۔ کثرت استعمال ،اختصار اور معنوی زور ،ہر وہ قول جو مختصر ہو اور عوام میں رائج بھی ہو ہم اسے کہا وت نہیں کہہ سکتے بلکہ اس میں تجربات کے ساتھ دانش مندی کا عنصر بھی لازمی طور پر شامل ہونا چاہیے اور مذکورہ بالا شرائط کو پورا بھی کرتا ہوں اسے ہم کہاوت کہیں گے ۔مجموعی طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عمومی صداقت ،قبول عام، اختصاراور زور بیان یا چستی کہاوت کے بنیادی عنصر ہیں۔ اس کو نظر انداز کرکے ہم کہاوت کی اہمیت، افادیت اور تعریف کو نہیں سمجھ سکتے۔ کہاوت کی تعریف کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے:

۱ ۔ کہاوت دانش مندوں کے اقوال کی تفسیرہے۔ (بائبل)

۲۔ مختصر جملے جو طویل تجربات کے بطن سے پیدا ہوتے ہوں۔(سر وائنٹس)

۳۔ مشہور اور مستعمل جملے جو غیر مستعمل ہیئت اور طرز میں ڈھلے ہوں ۔(اراسمس)

۴۔ مختصر جملے جن میں قدما نے قوانین کی طرح زندگی کو سمو دیا ہو۔ (جا ن اگری کولا)

۵۔ کہاوتوں کو دانش مندی کا نچوڑ کہنا چاہیئے۔ (یوبرٹ)

۶۔ جو الفاظ او ر خاص ترکیبینعوام یا اہل زبان کو بول چال میں زیادہ مستعمل اور متداول ہوتی ہینان کو روز مرہ (کہا وت)کہتے ہیں ۔(علامہ شبلی نعمانی)

ہندی ساہتیہ کے ایک عالم وکرما دتیہ مشر نے کہا وت کی تعریف یوں بیان کی ہے :

'' آج بھی عام زندگی میں اگر کو ئی شخص ایک سی بات کو بار بار کہتا یا دہراتا ہے تو ہم فو راًکہہ اٹھتے ہیں کہ ''اسے کہاوت کیوں بناتے ہو ۔''۲ـ

مذکورہ بالا تعریفوں کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کہاوت ہماری زندگی میں شامل ہے ہم اسے اپنے سے الگ کر کے نہیں دیکھ سکتے ۔اس کے بغیر ادب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ یہ ہماری روز مرہ کی زندگی کی عکاس ہے اور ادب ہماری زندگی کا آئینہ ۔ اس طرح ادب ،زندگی اور کہاوت ایک دوسرے کے لیے لا زم و ملزوم ہیں ۔

زمانہ قدیم سے ہی لوک کہاوتوں کا استعمال ملتا ہے ۔یہ کہاوتیں ہماری تہذیبی زندگی کا بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ زندگی کے ہر موڑ پر کہا وتوں کا وجود ملتا ہے اور ا س کا استعمال تقریباًسماج کا ہر فرد کرتا ہے ۔ان کہاوتوں میں معاشرے کے بہت سے مسائل کو پل بھر میں حل کرنے کی صلا حیت موجود ہے ۔طو ل طویل بات کو صرف ایک فقرے میں مکمل کیا جا سکتا ہے ۔کہاوتوں میں عوامی تہذیب کے سارے پہلواس قدر ڈوبے ہوئے ہیں کہ اگر انسانی تہذیب پوری طرح ختم ہو جا ئے تو بھی یہ کہا وتیں ان کی شناخت کے لیے کا فی ہیں۔ کیوں کہ اس میں گم شدہ تہذیب کے بیشتر عناصر پنہاں ہیں ۔اردو میں بھی کہاوتوں کی کمی نہیں،اس کے جنم داتا دیہاتی لوگ ہیں۔ لوک کہاوتوں کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں شہری اور دیہاتی کا فرق نہیں پایا جاتا۔ اردو کہا وتوں میندیہاتی زندگی کی عکاسی جگہ جگہ ملتی ہے ۔اردو میں تمام تر کہاوتیں لوک کہا نیوں سے ما خوذ ہیں۔کہاو توں کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے مرلی دھر جیٹلی رقمطراز ہیں :

''عوامی ادب اور زبان میں محا وروں اور کہاوتوں کی بڑی اہمیت ہے ۔دنیا میں شاید ہی کو ئی ایسی زبان ہو ،جس میں محا وروں اور کہا وتوں کا استعمال نہ ہو ا ہو۔عوام کی روزانہ زندگی، سوجھ بو جھ اور طرز فکر کا جیسا صاف عکس ہمیں ان میں ملتا ہے ،ویسا ادب کی اور قسموں میں ملنا مشکل ہے ''۔۳ـ

ا ن کہا وتو ں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اگر ہمارے سماج سے بہت سی چیزوں کو ختم کر دیا جا ئے تو بھی یہ ہمارے ماضی کے احساسات اور جذبات کو سمجھنے میں ہماری رہنمائی کرتی رہیں گی۔ اگر ان لوک کہا وتوں کی بنیاد پر تحقیق کی جائے تو لوک ادب کے متعلق بہت سی نئی چیزوں کی دریا فت کی جا سکتی ہے۔

اردو اورہندی کہاوتوں کامطالعہ کر نے کے سلسلے مینلی فیلن کی تیار کی ہوئی لغت A Dictionary of Hindustani Proverb(۱۸۸۶)بہت اہمیت کی حا مل ہے ۔اس لغت میں ہندی اور اردو لوک کہاوتوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجو د ہے ۔اس میں عوامی زندگی کی تہذیب و تمدن کا عکس وسیع پیمانے پر ملتا ہے۔اس میں آپ کی ملاقات پیروں ،فقیروں،سوداگروں،کسانوں،مزدوروں،اورشریف گھرانے کے لوگو نسے ہوتی ہے تو دو سری طرف چور،اچکے ،چرسی،بھڑوے اور بد معاش بھی ملتے ہیں ۔

عورتوں کے محاورے جمع کرنے میں فیلن نے کمال دکھا یا ہے ۔ساس ،بہو،جیٹھانی اور بھا ئوج وغیرہ کی با تیں ونوک جھونک یہاں سنی جا سکتی ہے۔و ہ الفاظ جو فحش اور متروک سمجھے جا تے ہیں و ہ بھی اس لغت میں دستیاب ہیں ۔اس لغت میں ایسے الفاظ جمع کیے گیے ہیں جو عو امی کردار کو پیش کر تے ہیں ۔عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عوام رو ز مرہ کی زندگی میں گفتگوکے درمیان ان کہاوتوں اور محا وروں کا اکثر استعمال کر تے ہیں ۔یہ ایسے

سکے ہیں جن کی قیمت کبھی کم نہیں ہو تی اور باپ دادا سے ان کی اولادوں میں منتقل ہو تے رہتے ہیں ۔اب سوال یہ پیدا ہو تا ہے کہ یہ کہا وتیں کیسے پیدا ہوئیں ؟تو اس سلسلے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ لوگوں نے اپنی زندگی میں جو محسوس کیا ،تجربہ حاصل کیا اسے ایک مختصر سے سخن میں کہہ دیا ۔دوسرے لوگوں نے سنا اور سوچا بات پتے کی ہے بس وہ سخن بدل گیا اور اسے اپنا لیا گیا ۔عین موقع پر خود بھی گفتگومیناستعمال کیا اور دوسرے لو گوں نے بھی استعمال کیا ۔اس طرح کسی ایک منھ سے نکلا ہو فقرہ عوام کے ذریعے قبول کیے جا نے پر لو ک کہا وت کہلانے لگا ۔کہاوتوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے مرلی دھر جیٹلی لکھتے ہیں :

’’عوامی ادب ،عوامی تہذیب و تمدن (Folk Culture and Folk Civilization)کا ایک حصہ ہے یہ زبان کے ذریعے عوام کے جذبات اور فکر کا اظہار ہے ۔عوامی ادب کے الگ الگ روپ ہیں جیسے لوک گیت، لوک کہا نیاں،لوک ناٹک ،عوامی چھوٹے چھوٹے سخن اور بول ۔اسی آخر قسم کے اندر کہا وتیں، پہیلیاں ،جھاڑ پھونک،جادوٹونے کے منتر،بچوں کے کھیلوں کے گیت ،لطیفے ،چٹکلے ،گالیاں، فحش فقرے وغیرہ آتے ہیں ‘‘۔۴ـ

کہا وتیں اور فقریں جتنے چھوٹے ہو تے ہیں اتنے ہی بڑے پیمانے پر وہ سماج کا عکس پیش کر تے ہیں ۔وہ تیز نوک وا لے ایسے تیر ہیں جو لگنے پر گہرا زخم کر تے ہیں ۔لوک ادب کی اور قسموں کے مقابلے مینیہاں ہمیں عوامی زندگی اورعوام کے دل و دماغ کی زیادہ وسیع تصویر ملتی ہے ۔میکسم گورکی نے ایک جگہ لکھا ہے :

’’علم سماجیات اور تہذیب و تمدن کے ماہر عالموں کا کہنا ہے کہ عام لو گوں کے خیالات کا اظہار لوک کہانیوں ،کہاوتوں اور محا وروں میں ہو تا ہے یہ بات سولہ آنے صحیح ہے ۔کہا وتیں اور محا وریں عام مزدور لوگوں کے سبھی سماجی اور تاریخی تجربوں کے چھوٹے روپ ہیں،لیکھک کو چاہیے کہ وہ لا زمی طور پر ان کا مطالعہ کرے.....میں نے کہاوتوں اور محاوروں سے بہت کچھ سیکھا ہے ‘‘۔۵ـ

روز مرہ کی زندگی میں انسان کو کس طرح برتائو کرنا چاہیے اس پر سینکڑو ں محا ورے دستیاب ہیں ۔کچھ کہا وتیں ایسی بھی ملتی ہیں جس کی بنیاد کو ئی واقعہ یا ماحول ہے۔لوک کہا وتوں میں گالی گلوج اور فحش با توں کے استعمال سے پر ہیز بھی نہیں ملتا اس لیے کہا وتوں میں اس طرح کے الفاظ آجا ئیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ان کہا وتوں کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں زماں ومکاں کی کو ئی قید نہینہو تی ۔اس لیے سنسکرت، پراکرت ،اپ بھرنس وغیرہ زبانوں مینپرانے زمانے کی کئی ترکیبیں آج ہمیں ہندی اور اردو کے ساتھ ساتھ دوسری ہندو ستانی زبانوں مینبھی ملتی ہیں ۔اسی طرح ہندی اور اردو کی کئی کہا وتیں ،سندھی،پنجابی اور مراٹھی زبانونمیں ملتی ہیں ۔فارسی اور انگریزی زبانوں کا اثر ہندوستان کی زبانوں پر بھی ہو ا ،ان زبانوں میں رائج کہا وتوں اور محا ورونکا ہو بہو یا بدلی ہو ئی صورت میں یا پھر ترجمے کی شکل میناستعمال ہندوستان کی کئی زبانوں میں ملتا ہے ۔الگ الگ زبانوں کی کہا وتوناور محا ورونمیں مشابہت ملنے کی تین وجہ ہو سکتی ہے ۔

(الف) ہندوستان کی پرانی زبانوں کی وراثت

(ب) انسان کے عالمی جذبات

(ج) ایک زبا ن کا دوسری زبان پر اثر

لسانی نقطئہ نظر سے بھی لوک کہاوتوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے جو کہ ماہر لسانیا ت کے لیے کسی بیش قیمت ادبی سرمایہ سے کم نہیں ہے۔سنیتی کمار چٹرجی نے ایک بار بات چیت کے دوران کہا تھاکہ ''جو لوگ آج لوک ادب کا تحفظ کر رہے ہیں وہ لوگ مستقبل کے ماہر لسانیات کے لیے بیش قیمت اشیا جمع کر رہے ہیں ۔''

لو ک گیتوں ،لوک کہا نیوں اور لوک کہا وتوں میں استعمال ہو نے والے الفاظ اور جملوں کی تحقیق کرکے زبان کے متعلق بہت سے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے ۔اس سے ہم اردو میں رائج الفاظ کا رشتہ ان کی بنیادی زبان سے جوڑ سکتے ہیں۔بہت سے ایسے الفاظ ویدوں اور دوسری مذہبی مقدس کتابوں میں ملتے ہیں جو اردو، ہندی ، سنسکرت، پرا کرت اور دوسری زبانوں میں نہیں پا ئے جاتے ۔کئی الفاظ کی تاریخی اہمیت جاننے کے لیے لوک کہاوتوں کا لسانی مطالعہ بہت اہمیت کا حامل ہے ۔اس سے اردو زبان کو وسعت ملے گی اور لغت میں بہت سے نئے الفاظ و معنی داخل ہو سکیں گے ۔کہاوتوں اور ضرب الامثال کی واقفیت سے زبان کی اہمیت بڑھے گی۔ لوک ادب میں ہزاروں کہا وتیں اور محا ورے بھرے پڑے ہیں ۔ اس مختصر سے جملے میں دریا کو کو زے میں بند کر نے کی صلاحیت موجود ہے ۔بڑے سے بڑ ے جذبات واحساسات اور محسوسات کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ گائو ں کی کہا وتوں میں فطری جذبات کی خوبصورت عکاسی دیکھنے کو ملتی ہے ۔اس طرح لوک گیتوں کی یہ خصوصیات کسی ماہر لسانیات کے لیے کسی بیش قیمت خزانہ سے کم اہمیت نہیں رکھتے ۔

آج جو لوک گیت دستیاب ہیں ان کا تعلق مختلف علاقوں سے ہے اور لوک گیتوں کے محا ورےاور کہاوتوں میں اس علاقے کی کا ر فرمائی واضح طور پر نظر آتی ہے ۔قدیم عہد میں Folkلوگ غیر منظم شکل میں زندگی گزارتے تھے ،وہ تہذیب سے بالکل نا واقف تھے جس کی وجہ سے ان کی زبان میں بہت سے ایسے الفاظ اور اصطلاحیں شامل ہیں جن کا تعلق معیاری زبان سے نہیں ہے ،مگر اپنے اند ر بے انتہا کشش اور خوبی رکھتی ہے۔ لو ک گیتوں میں ایسے الفاظ اور محاورے استعمال ہو ئے ہیں جس میناب زیادہ تر الفاظ بہت حد تک متروک ہو چکے ہیں یا جن کا استعمال برائے نام کیا جا تا ہے ۔ان لوک کہاوتوں میں بہت سے ایسے الفاظ بھی ملتے ہیں جن کا معانی ومطلب سمجھنے سے آج کے ماہر لسانیا ت قا صر ہیں ۔مگر ان کی تحقیق کر کے ایک نئے باب کا آغاز کیا جا سکتا ہے ۔اس لیے دیکھا جائے تو لسانی نقطئہ نظر سے لوک کہاوتوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے کیوں کہ یہ وہ خزانہ ہے جس پر گہری تا ریکی چھا ئی ہو ئی ہے لیکن اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس خزانہ کو روشن تر بنایا جائے کیوں کہ ان لوک کہاوتوں مینہماری طرز معاشرت کی پوری داستان درج ہے ۔مگر زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے ہم مکمل طور پر اس کا اظہار کر نے سے قا صر ہیں۔اس لیے کہا وتوں کے لسا نی اہمیت وافادیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔

آخر میں کہا وتوں کا مجموعی طور پر جا ئزہ لیتے ہو ئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ زمانہ قدیم سے کہاوتیں انسا نی زندگی کا اٹو ٹ حصہ رہی ہیں ۔انسانی تہذیب کے ہر سطح پر اس کا استعمال ملتا ہے ۔کہاوتینسماجی رشتوں،اخلاقی برتائو ،لین دین،رہن سہن،اونچ نیچ ،مرد عورت کے مختلف آداب اور کھرے کھو ٹے کی پہچان کو اپنے اندر اس قدر سموئے ہو ئے ہیں کہ بعض اوقات لفظی تکرارکو ختم کرانے یا بحث میں سمت مخالف پر حا وی ہونے کے لیے اسے بڑی خوبی یا چابک دستی سے استعمال کیا جا تا ہے ۔ان لو ک کہا وتوں سے کسی سماج کے تصور حیات ،اخلاق و کر دار اور معاشرتی برتائو کا اندازہ بڑی آسانی سے لگا یا جا سکتا ہے ۔لسانی اعتبار سے کہا وتیں قدیم

زبان کی محا فظ اور امین ہیں ۔وہ الفاظ یا ترکیبینجو وقت کے ساتھ متروک ہو جا تی ہیں وہ کہا وتوں میں اپنے وجود و استعمال کو برقرار رکھتی ہیں اور زمانے کے انقلاب انھینجڑ سے اکھا ڑ پھینکنے میں ناکام ثابت ہو تے ہیں ۔

حواشی و حوالہ جات

۱ے The English Ballads - Henin kohan صفحہ نمبر 156

۲ے وکراما دتیہ مشر ،کہاوت کوش،صفحہ نمبر 45

۳ے ڈاکٹر مرلی دھر جیٹلی ،اردومیں لوک ادب(مرتبہ ،ڈاکٹر قمر رئیس)صفحہ نمبر 251

۴ے ڈاکٹر مرلی دھر جیٹلی ،اردومیں لوک ادب(مرتبہ ،ڈاکٹر قمر رئیس)صفحہ نمبر 254

۵ے بحوالہ مرلی دھر جیٹلی،اردو میں لوک ادب (مرتبہ ،ڈاکٹر قمر رئیس)صفحہ نمبر 255

ESTD. 2026

Knowledge Beyond Boundaries...

ABOUT THE JOURNAL

The Shibli National Academic Journal (SNAJ) is an international, multidisciplinary and multilingual research publication dedicated to advancing rigorous scholarship across the humanities, social sciences, education, language and emerging interdisciplinary fields. Published biannually in fully open access online format, SNAJ upholds a double-blind peer review process to ensure the highest standards of academic integrity, originality and scholarly merit. Every article published in the journal is assigned a Crossref-registered Digital Object Identifier (DOI), ensuring permanent discoverability and citation traceability in the global research ecosystem.

AIMS & SCOPE

SNAJ welcomes original research articles, review papers, case studies and scholarly notes in English, Hindi and Urdu, fostering cross-linguistic and cross-cultural academic dialogue while maintaining internationally recognised standards of research publishing.

ISSN 3139-3284 (Online) · Crossref DOI Indexed

chiefeditor@snaj.org.in

www.snaj.org.in

© SNAJ PUBLICATIONS — ALL RIGHTS RESERVED